OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Epistemology: Vol.15, Issue 16 Dec 2024

فتاوی رضویہ کا متاخر فتاویٰ جات پر اثر ونفوذ: تجزیاتی مطالعہ

The Influence and Impact of Fatawa Razawiyyah on Later Islamic Fatawas:an analytical study

Dr. Muhammad Fayyaz
,Govt.college university, Lahore
Dr Muhammad Abdullah
Assistant Professor, Institute of Islamic studies, University of the Punjab

.

Abstract: This study explores Fatawa Razawiyyah, the monumental legal compendium of Imam Ahmad Raza Khan Barelvi, and its influence on later Islamic jurisprudential thought. The research highlights how Fatawa Razawiyyah addressed theological, social, and legal issues of its time while remaining deeply rooted in Hanafi fiqh and classical Islamic scholarship. By comparing it with later fatwas (muta'akhkhir fatawa), the paper examines the evolution of legal reasoning, contextual adaptation, and the continuity of traditional jurisprudence in the modern era. The study also underscores the relevance of Ahmad Raza Khan's methodological rigor and his emphasis on aligning legal opinions with the principles of Shariah, demonstrating how his work bridged the gap between classical scholarship and contemporary Islamic thought.

Keywords: Fatawa Razawiyyah, Ahmad Raza Khan Barelvi, Hanafi Fiqh, Islamic Jurisprudence, Shariah Methodology

سرکارِ دو جہاں، غمگسارِ زماں، احمدِ مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا میں حیاؑ کا کہیں نام و نشان نہ تھا ۔بیٹے اپنی ماؤں کو منڈیوں میں بیچ آتے تھے۔ والد اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور انہوں نے لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت دی۔ اور اس قدر حیاء کو عام کیا کہ فرمایا: الحیاء شعبة من الایمان [1] :حیاء تو ایمان کے حصوں میں سے ہے۔ایک اور مقام پر فرمایا: اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت [2] : جب تیرے اندر سے حیاؑ ختم ہو جائے تو جو چاہے کر۔ الغرض سرکار کی تبلیغ سے حیاء کو فروغ ملا۔ اور صدیوں سے آج تک مسلم خواتین کے اختیار کردہ حیاء کی مثالیں دی جاتی رہیں۔ لیکن اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کو زوال کی طرف لانے کیلیے متحرک ہیں۔ انہیں یہ اندازہ ہو چکا کہ ہم ان سے ظاہری جنگ کر کے ان کو شکست نہیں دے سکتے لہٰذا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے۔ علامہ اقبالؒ نے اس کو شعر میں یوں بیان کیا۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا　روحِ محمدی اس کے بدن سے نکال دو [3]

انہوں نے بڑی ہی سازش کے ساتھ مسلمانوں کے اندر بے حیائی پھیلانے کا منصوبہ بنایا۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئے۔ جس سے آج کا ہر مسلمان آگاہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلمان قرآن و حدیث کے مطابق اپنی ماؤں بہنوں کو حیاء والا لباس پہنائیں اور انہیں پردے میں رہنے کی تلقین کریں۔ کیونکہ آج کل کے کچھ نام نہاد مسلمان جو پیر بنے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے کیا پردہ کرنا ہم تو ان کے باپ کی طرح ہیں یا وہ ہماری بیٹیاں ہیں اس طرح کے جملے سننے کو ملتے ہیں۔

غیر محرم سے پردہ:

مولانا احمد رضا خان سے اس بارے میں سوال کیا گیا جس کا آپ نے قرآن و حدیث سے مدلل جواب دیا جس کو مختصراً یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے اور ان کے مؤقف کو اپناتے ہوئے مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اس مسئلے کے بارے میں ایک فتویٰ دیا ہے جس کو یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔ مولانا محمد نعیم الدین فرماتے ہیں کہ :

ہر ایک پیر و جوان خواہ صالح متقی ہو اس کو بھی اپنی مریدہ سے پردہ لازم و ضروری ہے۔ پیری کچھ شرع کے احکام سے مستثنیٰ نہیں کر دیتی۔ البتہ وہ بوڑھا جس میں شہوانی جذبات نہ رہے اور نفسانی

امنگوں سے خالی ہو گیا ہو۔ اگر وہ صالح ہو تو عورتیں اس طرح اس کے سامنے آسکتیں ہیں جس طرح اپنے محرم کے سامنے خواہ پیر ہو یا نا ہو[4]۔

فتویٰ بالا میں مفتی محمد نعیم الدین نے ان آیات واحادیث سے استدلال کیا ہے۔

نمبر1: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ[5] اے ایمان والو نبی ﷺ کے مکانو ں میں داخل نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔

نمبر2: وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــٴَـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍؕ[6]۔ اور جب ان سے متاع مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو۔

حدیث نمبر1: لعن الله الناظرو المنظور اليه[7] اللہ تعالیٰ غیر کی عورت کو دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھا گیا ہے اس پر لعنت کرے۔

حدیث نمبر2: المراة عورة فاذاخرجت استشر فها الشيطان[8] عورت مستور اور قابل پردہ ہے اور اس کا حق بھی ہے کہ وہ چھپے جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اسکی طرف نظر اٹھاتا ہے۔

نمبر3: ايا كم والد خول على النساء فقال رجل : ارايت الحمو قال: الحمو االموت[9]۔ سرکار نے فرمایا: تم اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے بچاؤ۔ ایک شخص نے عرض کی کہ دیور جیٹھ کے لیے کیا حکم ہے (حمو عربی زبان میں شوہر کے رشتہ داروں کو کہتے ہیں) سرکار نے فرمایا: حمو موت ہے۔

مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی کا کتب فقہ سے استدلال:

نمبر1: وتمنع المر اة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لالا نه عورة بل لخوف الفتنة[10]۔ جوان عورت کو مردوں کے بیچ میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔ اس لیے نہیں کہ چہرہ عورت ہے بلکہ فتنہ کے خوف سے کہ چہرہ باعثِ فتنہ ہے۔

نمبر:2: ولا يكلم الا جنبية الاعجوزاً او سلمت فيشمتها ويرد السالم اليهاوالا لا[11]۔ غیر عورت سے کلام نہ کرے سوائے بوڑھی عورت کے جس کو چھینک آئے یا وہ سلام کرے تو اس کو یرحمک اللہ کہہ دے یا سلام کا جواب دے دے اور اگر بوڑھی نہ ہو تو یہ بھی نہیں۔

نمبر3:ان كانت عجوزاً رد الرجل سلاماً بلسانه بصبوت تسمع وان كانت شابة رد عليها في نفسه[12] ۔اگر عورت بوڑھی ہو تو مرد اس کے سلام کا جواب زبان سے ایسے آواز کے ساتھ دے جس کو وہ سن لے اور اگر عورت جوان ہو اور سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب اپنے دل میں دے۔

مسئلہ طہارت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کچی چھینٹ اور رنگے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں؟ کپڑا پاک ہے یا پلید؟ جواب: مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں ایک اصول بیان فرماتے ہیں کہ:

الاصل في الاشياء الطهارة [13]۔

اشیاء میں اصل طہارت ہے۔

یعنی جب تک کسی بھی چیز کے بارے شریعت کے تقاضوں کے مطابق یقینی طور پر نجاست کا ثبوت نہ ہو تب تک کسی بھی چیز کے بارے میں نجس کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ جیسا کہ پیشاب کے چھینٹے جو سوئی کی نوک کے برابر ہوں اگر کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا نجس نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس میں عوام کے لیے سخت حرج ہے۔اور عوام کو مشکل میں ڈالنے والی بات ہے۔ مولانا احمد رضا خانؒ کی تائید کرتے ہوئے مولانا حامد رضا خان نے فتاویٰ حامدیہ میں اس مسئلہ میں یہی مؤقف اپنایا ہے۔

وتر جماعت کے ساتھ پڑھنے کا مسئلہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض اگر جماعت کے ساتھ ادا نہیں کیے ہیں تو کیا وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: جس نے فرض تنہا پڑھے وتر کی جماعت میں شریک نہ ہو گا[14]ا۔

مولانا حامد علی خان کا مولانا بریلوی سے اخذ

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا حامد رضا خان نے اس مسئلہ میں وہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :اگر تنہا فرض پڑھے نہ اس امام کے پیچھے نہ کسی دوسری جگہ جماعت میں تو جماعت وتر میں شریک نہیں ہو سکتا[15]۔

مولانا حامد رضا خان کا کتب فقہ سے استدلال:

نمبر1:واذالم یصل الفرض مع الامام فعن عین الائممة الکرابیسی انه لا یتبعه فی التراویح ولا فی الوتر[16]۔جب فرض امام کے ساتھ نہ پڑھے تو ائمہ کرابیسی سے مروی ہے کہ جماعت وتر میں نہ ملے۔

نمبر2۔اذالم یصل الفرض مع الامام لا یتبعه فی الوتر[17] جب امام کے ساتھ فرض نہ پڑھا ہو تو وتر میں اس کی اقتدا نہ کرے۔

دیہات میں جمعہ و عیدین کا مسئلہ:

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ : دیہات میں جمعہ و عیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب : مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں آج کل کے عوام و جہال کا حال اور احکام الاھیہ میں سستی اور توانائی بحد کمال دیکھ کر فرمایا کہ خود نہ دیہات میں جمعہ و عیدین کا حکم دیں اور نہ انہیں پڑھنے سے روکیں نہ روکنے میں کوشش پسند فرمائیں۔مشاہدہ ہے کہ عوام کو جہاں اس سے روکا وہ فرائض بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ وہ جس طرح خدا اور رسول کا نام لینا چاہیں اس میں سد راہ نہیں ہونا چاہیے۔مولانا حامد رضا خان نے مولانا احمد رضا خان کی تائید کرتے ہوئے اس مسئلے میں یہی موقف اختیار کیا ہے چناچہ فرماتے ہیں کہ :

> دیہات میں جمعہ و عیدین کی نماز نہ فرض ہے نہ ان کی ادا جائز و صحیح، بلکہ پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ مگر علماء فرماتے ہیں کہ جو اپنے اہل زمانہ کو نہ پہچانے وہ جاہل ہے۔ لہذا لوگوں کی سستی کو مد نظر رکھتے ہوئے نہ ہم انہیں جمعہ و عید کی نماز کا حکم دیں گے اور نہ ہی انہیں روکیں گے ۔ اس لیے کہ مولا علیؓ کے سامنے ایک شخص نے بعد نماز عید نفل شروع کر دیے کسی نے عرض کی

کہ آپ منع نہیں کرتے۔ فرمایا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میں اس آیت کا مصداق نہ ہو جاؤں۔ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْہٰیۙ(۹)عَبْدًا اِذَا صَلّٰیؕ[18] ۔ کیا تونے اسے نہ دیکھا جو بندہ کو نماز سے روکتا ہے۔

مولانا حامد رضا خان مزید لکھتے ہیں:

وکرہ تحریماً صلاۃ مطلقاً مع شروق الا العوام فلا یمنعون من فعلھا لا نھم یتر کونھا ۔ والاداء الجائز عند البعض اولیٰ من الترک کما فی القنیب۔[19]

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا مکرہ تحریمی ہے مگر عوام کو منع نہیں کیا جائیگا اس فعل سے۔ اس لیے کہ وہ اسے ترک کر دیں گے اور ادائے جائز اولیٰ ہے بعض کے نزدیک ترک سے جیسا کہ قنیہ میں ہے۔

مسئلہ: کافر و فاسق کو سلام کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کافر و مرتد و مبتدع بد مذہب و فاسق کو اگر جیسے ہیں ویسے ہی مانے تو ایسے لوگوں کو ابتداء اسلام کرنا دوستی کرنا و غیرہ و غیرہ کا کیا حکم ہے؟

مولانا احمد رضا خاں اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

ان کو بے ضرورت ابتداء اسلام اور بلا وجہ شرعی مخالطت حرام، ان کیلئے افعال تعظیمی بالفاظ تعظیمی کا بھی یہی حکم فرمایا اور پھر فرمایا کہ فاسق کا حکم آسان ہے۔ مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اس کے بعد فرمایا اور مرتد مبتدع سے بالکل ممانعت ان سب کے بعد صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ضرورت شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ ہے۔ فان الضرورات تبیح المحظورات۔ ضرورت شرعی سے ممنوع شرعی مباح ہو جاتا ہے۔

مولانا احمد رضا خان ؒ کی اتباع کرتے ہوئے مولانا حامد رضا خان نے اس مسئلہ میں یہی موقف اپنایا ہے۔ جنانچہ لکھتے ہیں کہ:

مصالح دینیہ پیش نظر ہوں اور پھر آدمی مجلس کفار میں چلا جائے تو تکفیر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اگر چہ کفار اعدائے خدا اور رسول ہیں لیکن جب پیش نظر یہ ہوں کہ میرے جانے سے وہ قرآن و سنت قبول کرنے میں راغب ہو جائیں گے تو جانے مین کوئی حرج نہیں ہے۔ جب ان کی شرکت کسی

شرعی نقطہ نظر سے ہو تو تکفیر کیا معنیٰ تضلیل و تفسیق کا بھی شرعاً حکم نہیں دیا جاسکتا۔ مولانا احمد رضا خان کا فتویٰ ہے کہ اگر کفار کے مذہبی میلوں میں مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً جائز ہے [20]۔

صفوں کے بارے میں مسئلہ: فتاویٰ بریلی کا فاضل بریلی سے قبول اثر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جماعت میں نمازیوں کی صفوں کی حالت کیا ہونی چاہیے؟ مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: صفوں کے بارے میں شریعت مطہرہ نے تین باتیں بڑی تاکید کے ساتھ بیان فرمائیں۔ اور معاذاللہ آج کل تینوں باتیں کالمتروک ہو رہی ہیں جسکی وجہ سے مسلمانوں میں نااتفاقی پھیل چکی ہے۔

1- صف برابر ہو ختم نہ ہو ٹیڑھی نہ ہو، مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں، سب کی گردنیں شانے ٹخنے آپس میں محاذی ایک خط مستقیم پر واقع ہوں۔

2- جب تک ایک صف پوری نہ ہو دوسری صف شروع نہ کریں۔

3- خوب مل کر کھڑے ہونا کہ شانہ سے شانہ ملے۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا اختر رضا خان نے اس مسئلے میں یہی مؤقف اپنایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

مسجد کے منبر کے بارے میں فقیر سے فون پر سوال کیا گیا کہ اگر اس کے دائیں بائیں صف بنائی جائے تو قطع صف ہو گا یا نہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے مولانا احمد رضا خان کی اس تحقیق کو بطور تمہید مقدمہ پیش کیا۔ مولانا احمد رضا خان کی تحقیق کو پیش کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ:

> ظاہر ہے کہ جب منبر کے دائیں بائیں صف بندی کریں گے تو دوسرا اور تیسرا امر (جن کو مولانا احمد رضا خان نے اپنی تحقیق کے طور لکھا) جو صفوں میں ملحوظ ہے اور شریعت نے اس پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس پر عمل نہ ہو سکے گا۔ اور پہلی جو تاکید تھی کہ صف برابر رہے۔ اس کے ختم ہونے کا بھی احتمال ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس صورت میں پہلا امر تسویہ صف فی القیام بھی نہیں پایا جا رہا اگرچہ دونوں طرف والے ایک ہی سیدھ میں کھڑے ہوں لیکن بیچ میں منبر کے حائل ہونے کی

وجہ سے نہ تو عرف میں کوئی اس کو برابر کھڑا ہونا کہے گا۔ اور نہ ہی شریعت میں اس کو تسویہ صف مانا جائے گا۔ لہٰذا بلا ضرورت اس طرح منبر کے دائیں بائیں صفیں بنانا احادیث صحیحہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے۔ اس صورت میں صرف ان کی نماز ہی مکروہ نہ ہو گی جو منبر کے دائیں بائیں ہیں بلکہ پیچھے صف بندی کرنے والوں کی بھی نماز مکروہ ہو گی[21]۔

فاسق کی امامت کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے سوال ہوا کہ: فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

اس کے جواب میں مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ فاسق کی امامت کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں

کراہت تنزیہی　کراہت تحریمی

اور ان میں تطبیق یہ ہے کہ فاسق غیر معلن کے پیچھے مکرہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ مبتدع کی بدعت اگر حد کفر کو پہنچی ہوا گرچہ منکر قطعیات و منکر ضروریات دین نہ ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے

جن صورتوں میں کراہت تحریمی صلحاء فساق سب پر اعادہ واجب ہے۔ جب مبتدع یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو اکیلے پڑھے کیونکہ جماعت واجب ہے اور فاسق کو آگے کرنا کراہت تحریمی کی وجہ سے منع ہے اور واجب و مکروہ تحریمی دونوں ایک مرتبہ میں ہیں۔ ہاں اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں کہ جمعہ فرض ہے اور فرض اہم ہے۔ اسی طرح اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو پڑھ لے اور اعادہ کرے کہ: الفتنه اكبر من القتل: اور جو حدیث میں حکم ہے کہ: صلوا خلف کل برو فاجر[22]۔ ہر نیک اور برے کے پیچھے نماز پڑھو۔ یہ فرمان دفع فتنہ کیلئے تھا۔ کیونکہ دفع فتنہ دفع اقتداء فاسق سے اھم و اعظم تھا۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا اختر رضا خان نے اس مسئلہ میں یہی مؤقف اپنایا ہے۔ چنانچہ مولانا اختر رضا خان لکھتے ہیں کہ:

> خلاصہ یہ ہے کہ فاسق کی امامت مکروہ و ممنوع ہے اگرچہ وہ عالم ہو اس لیے کہ وہ دین کی پرواہ نہیں کرتا۔ شریعت میں اس کی توہین کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کو آگے کر کے اس کی تعظیم نہیں کی

جائے گی۔اور اگر اس کو روکنا ممکن نہ ہو تو جمعہ اور دوسری نمازوں کے لیے دوسری مسجد کی طرف منتقل ہو جائیں گے[23]۔

مولانا اختر رضا خان کا کتب فقہ سے استدلال:

1- عالم کو امامت کے لیے آگے بڑھانا افضل ہے جبکہ وہ خلاف شرع باتوں سے بچتا ہو اگرچہ دوسرا اس سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہو[24]۔

2- عالم جبکہ فاسق ہو تو امامت کے لیے آگے نا بڑھایا جائے گا۔کیونکہ اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور فاسق کی توہین کرنا شرعاً واجب ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسجد میں تعلیم کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے مسجد میں تعلیم کے حوالے سے سوال ہوا کہ مسجد میں تعلیم و تعلم جائز ہے یا نہیں؟ مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ چند شرائط کے ساتھ مسجد میں تعلیم حاصل کرنا جائز ہے۔

1- دینی تعلیم ہو

2- معلم سنی صحیح العقیدہ ہو

3- بغیر اجرت کے تعلیم دے کہ اجرت کہ ساتھ دنیاوی کام ہو جائے گا،

4- ناسمجھ بچے نا ہوں کہ مسجد کی توہین اور بے ادبی کریں گے۔

5- جماعت پر جگہ تنگ نہ ہو کہ مسجد کا اصل مقصد جماعت ہے۔

6- شور و غل سے نمازی کو ایذا نہ پہنچے۔

7- معلم و طالب اسطرح بیٹھیں کہ قطع صف نہ ہو۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا اختر رضا خان نے اس مسئلہ میں یہی مؤقف اختیار کرتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ:

> مسجد کی چھت پر مدرسہ قائم کرنا جائز نہیں، اور مسجد میں دنیاوی تعلیم بھی جائز نہیں، مسجد میں بضرورت شرائط تعلیم جائز ہے[25]۔

قاضی کے تقرر کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے شرعی مسائل میں قاضی مقرر کرنے کے بارے میں سوال ہوا۔ مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ جہاں سلطان اسلام موجود نہ ہو اور تمام ملک کا ایک عالم پر اتفاق دشوار ہو وہاں اعلم علماء بلد کہ اس شہر کے سنی عالموں میں سب سے زیادہ فقیہ ہو۔ مسلمانوں کے دینی کاموں میں ان کا امام عام ہے اور بحکم قرآن عظیم ان پر اس امام کی طرف رجوع اور اس کے ارشاد پر عمل فرض ہے[26]۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا اختر رضا خان نے اس مسئلے میں یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ہر زمانے میں دار القضاء کی ضرورت تھی اور آج بھی اس کی ضرورت ہے اس کے ذریعے مسلمانوں کے بہت سے مسائل فیصلے ہو جائیں گے۔ اور کورٹ کچہری سے بچ جائیں گے، رشوت کی لعنت سے بھی محفوظ رہیں گے[27]۔

رویت ہلال کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے رویت ہلال کی گواہی کے بارے میں سوال ہوا۔ اس کے جواب میں مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ:

> جہاں چاند دیکھا گیا ہو وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی صرف بازاری افواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتا ہی نہیں۔ پوچھیں تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں، یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا، انتہا درجہ مفتیائے سند دو ایک شخص کی محض حکایت کہ انہوں نے بیان کی اور آہستہ آہستہ خبر پھیل گئی ایسی خبر ہر گز استفاضہ نہیں۔ بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں۔ یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت نہ بالتصریح قضائے کافی پر شہادت نہ کتاب قاضی باشہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبہ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت صوم و عید کا ہونا ثابت ہو گا[28]۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا اختر رضا خان نے اس مسئلہ میں یہی موقف اختیار کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

اگر رؤیت ہلال کی خبر خبر مستفیض کے درجے میں پہنچ چکی ہو یعنی جہاں مفتی اسلام، مرجع عوام و متبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدین اسی کہ فتوے سے نفاذ پاتے ہوں عوام بطور محور روزہ و عیدین نہ ٹھرالیتے ہوں[29]۔

افتاء کے متعلق مولانا بریلوی کی رائے:

افتاء کے تعلق سے مولانا احمد رضا خان تحریر کرتے ہیں۔

الافتاء : لیس حکایة قول افتاء به فانا نحکی اقوالا خارجة عن المذہب ولا یتوہم احدانا نفتی بھا انما الافتاء ان تعتمد علی شئ وتبین لسائلک ان ھذا حکم الشرعی فیما سا لت وھذا لا یحل لا حد من دون ان یعرفه ان دلیل شرعی والا کان جزافا وافتراء علی الشرع ودخولا تحت قوله عزوجل ام تقولون علی الله مالا تعلمون وقوله تعالیٰ قل آلله اذن لکم ام علی الله تفترون ۔[30]

محض کسی قول کو بیان کر دینا اس کا فتویٰ دینا نہیں اس لیے کے ہم بہت سے ایسے اقوال بیان کرتے ہیں جو مذہب (مفتی بہ) سے خارج ہوتے ہیں اور کوئی بھی یہ وہم نہیں کرتا ہے کہ ہم ان اقوال کا فتویٰ دے رہے ہیں بلکہ فتویٰ دینا یہ ہے کہ کسی چیز پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے سائل کے لیے یہ بیان کیا جائے کہ تم نے کسی واقعہ سے متعلق جو سوال پیش کیا ہے اس بارے میں حکم شرع یہ ہے۔اس معنی پر فتویٰ دینا کسی کے لیے اس وقت تک حلال و روا نہیں جب تک کہ دلیل شرعی سے اس کی کامل معرفت نہ ہو ورنہ جزاف اور شریعت پر افتراء اور اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل اقوال وآیات کی وعیدوں کے تحت داخل ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو جانتے نہیں۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اجازت دے دی یا تم اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہو۔

مولانا احمد رضا خان کی اس رائے کے مطابق ایک جلیل القدر فقیہ اور مفتی کے لیے مندرجہ ذیل خوبیاں ہونا ضروری ہیں۔

1- اصول فقہ واصول افتاء پیش نظر ہو۔

2- فقہ کے متون و شروح اور فتاویٰ کے جزئیات پر استحضار ہو۔

3- احوال زمانہ سے کامل آگاہی ہو۔

4- فتویٰ تحریر کرنے میں سوال کے تمام پہلوؤں پر نظر ہو اور جواب سب کو محیط۔

5- بعض مسائل میں حکم شرع کا اظہار دوسرے علوم وفنون کے اصول و قواعد پر مبنی ہوتے ہیں۔اس لیے ان علوم وفنون کے اصول و قواعد پر گہری نظر ہو۔

6- جزئیات فقہ سے استناد کرے۔[31]

مندرجہ بالا صفات کسی بھی فتاویٰ کی کتاب میں پائی جائیں گی وہ فتاویٰ معتبر سمجھا جائے گا۔فتاویٰ تاج الشریعہ میں ان صفات کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ امہات الکتب کے حوالہ جات ضروری ہیں کہ ان کے بغیر کوئی بھی شرعی مسئلہ نہیں بیان کیا جاسکتا۔

مسجد میں غسل کرنے کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان نے مسجد میں غسل کرنے کے حوالے سے چند صورتیں لکھی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

> مسجد میں غسل کرنا تین صورتوں میں جائز ہے۔ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ مسجد میں غسل کا پانی یا چھینٹا نہ گرے تو مسجد میں غسل کر سکتا ہے[32]۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا اختر رضا خان نے اس مسئلہ میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔ چناچہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ محتلم (یعنی جسے احتلام ہوا ہو) معتکف کا مسجد ہی میں غسل ممکن ہو تو مسجد کو آلودہ کیے بغیر مسجد ہی میں طہارت حاصل کرے ورنہ غسل کیلئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔تو جب جنابت سے پاکی کیلئے فقہاء نے اتنے احتیاط کے ساتھ معتکف کو غسل کا حکم دیا ہے تو محض گرمی یا جمعہ کے غسل کیلئے مسجد سے نکلنا کیسے جائز ہوگا۔ہاں فقہاء صرف اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اگر معتکف سر کو مسجد سے باہر نکالے اور اسے دھوئے تو اس میں کوئی حرج نہیں[33]

رسم و رواج کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے رسم و رواج کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے مختصر مگر جامع جواب دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

> رسم کا اعتبار جب تک کسی فساد عقیدہ پر مشتمل نہ ہو اصل رسم کے حکم میں رہتا ہے۔ اگر رسم محمود ہو تو محمود ہے، اگر رسم مذموم ہو تو مذموم ہے اور اگر رسم مباح ہو تو مباح ہے[34]۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا اختر رضا خان نے اس مسئلہ میں بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ وہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: ہر جگہ نئے نئے رسوم ہر مسلک میں ہر قوم و خاندان کے رواج اور طریقے جدا جدا ہیں۔ اور ان رسومات کی بناء عرف پر ہے۔ یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں۔ لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کو حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعل ناجائز میں مبتلا نہ ہو۔ آج کل لوگ رسوم کی پابندی اس طرح کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارہ نہیں۔

مسئلہ تعزیت:

مولانا احمد رضا خان سے تعزیت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ تعزیت کب کی جائے اور اس کا ثواب کتنا ملتا ہے؟ مولانا احمد رضا خان نے اس کے جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر سے واپسی پر ہو۔ اور دفن سے پہلے بھی بلا کراہت جائز ہے۔ مولانا احمد رضا خان نبی کریم ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: جسے کسی جنازے کی خبر ملے وہ اہلِ میت کے پاس جا کر اس کی تعزیت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک قیراط ثواب لکھے گا۔ پھر اگر جنازے کے ساتھ جائے تو اللہ تعالیٰ دو قیراط اجر لکھے گا۔ پھر نماز پڑھے اور دفن پر حاضر ہو تو چار قیراط اور ہر قیراط احد پہاڑ جتنا ہے[35]۔

مولانا اختر رضا خان نے مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے اس مسئلہ میں یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ وہ در مختار کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ: لوگوں کا یہ اعلان (اعلان میت) سن کر اکٹھا ہونا یعنی تعزیت کے لیے مردوں کا آنا (جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو) اچھا باعث ثواب ہے جب کہ ان کا آنا توجہ و جزع فزع سے نہ ہو[36]۔

رویت ہلال میں فتاویٰ بریلی اور مولانا احمد رضا خان:

رویت ہلال کے متعلق مختلف سوالات کے جوابات میں فتاویٰ بریلی میں یوں لکھا گیا:

1- مطلع اگر صاف ہو تو ہلال رمضان و عید پر شہادت کے لیے ایک جماعت درکار ہے۔ لیکن ہلال رمضان کے لیے ایک مسلمان مرد یا عورت عادل مستور الحال کی بھی گواہی مقبول و معتبر جب کہ اور جنگل یا کسی اونچی جگہ سے اسی شہر میں چاند دیکھنا بیان کرے اور وہاں کوئی ایسی وجہ تھی جس کے باعث اوروں کو نظر نہ آیا۔

2- مطلع اگر ابر آلود ہے تو ہلال رمضان پر شہادت کے لیے ایک مسلمان عادل غیر فاسق، مستور الحال کی بھی گواہی مقبول اگرچہ مجلس قضاء میں بیان نہ دے یا میں لفظِ گواہی دیتا ہوں نہ کہے۔ نا دیکھنے کیفیت بیان کرے کہ کہاں اور کیسے دیکھا اس صورت میں ہے۔ جب کہ 29 شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور عید کے لیے دو گواہان عادل، ثقہ، پرہیز گار کی شہادت شامل درکار ہے۔ جو قاضی شرع کے سامنے بلفظ اشہادت گواہی دے کہ فلاں سال فلاں مہینے کا چاند فلاں دن فلاں شام کو دیکھا۔

3- مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں روزہ یا عید کے لیے شہادت شرط ہے ایسی صورت میں ہلال رمضان اور عید میں فرق صرف یہ ہے کہ رویت ہلال رمضان کی شہادت کے لیے ایک بھی مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی گواہی مقبول ہے۔ جبکہ ہلال عید نیز رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں کے لیے دو گواہان عادل، ثقہ، پرہیز گار کی شہادت شرط ہے

4- محض آلات کے ذریعے موصول ہونے والی خبریں رویت ہلال رمضان و عید وغیرہ کے ثبوت کے لیے محض باطل مردود ار ساقط الاعتبار ہے۔

5- رویت ہلال کا یہ اعلام صرف شہر اور اس کے ملحقات اور مضافات کے لیے کفایت کرے گا جس شہر سے اعلان ہو دوسرے شہروں کے لیے یہ اعلان معتبر نہیں وہاں کی رویت شہادت الاشہادت، شہادت القضاء، کتاب القاضی الا القاضی کے ذریعے تمام تر شرائط کے ساتھ ثابت ہو گی۔

6- اختلاف مطالع معتبر نہیں۔

7- جہاں تک حلکہ قضاء ہے یہ اعلان وہاں تک کے لیے کفائت کرے گا۔

8- عادل شخص سے مراد باشرع، نمازی، پرہیز گار ہے۔

9- چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا اور چاند کو دیکھ کر افطار کرنا یہ حدیث پاک کی عمل کی صورت ہے۔

10- ارکان کمیٹی قابل شہادت عادل وثکہ، پرہیز گار ہوں تاکہ ان کا اعلان لوگوں کے لیے قابل قبول ہو سکے۔[37]

اس مسئلہ میں فتاویٰ بریلی شریف نے فتاویٰ رضویہ کی پیروی کی ہے یہ تمام کی تمام صورتیں فتاویٰ رضویہ میں بیان کی گئی ہیں۔ سائنس اگرچہ بہت ترقی کر گئی ہے لیکن سائنس پر عمل اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب تک شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو بصورت دیگر شریعت کو پیش نظر رکھا جائے گا باقی تمام چیزوں کو مسترد کر دیا جائے گا۔ اسی میں ہی ایک مسلمان کی بھلائی ہے۔ ورنہ سہولتوں کے چکر میں آہستہ آہستہ اسلام کو چھوڑ دیا جائے گا، جو کہ ایک مسلمان کے لیے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ موجودہ دور میں بھی شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے گواہی کو ہی اولیت دینی چاہیے ہاں گواہوں کو مرکزی جگہ تک پہنچانے کے لیے ہیلی کاپٹر وغیرہ کا بندوبست کیا جائے تاکہ سہولت سے فائدہ بھی اٹھایا جائے اور قرآن و سنت پر عمل بھی آسان ہو جائے۔ موبائل فون، ٹیلی فون، خط، تار، انٹرنیٹ، ٹیلی ویژن اور اس کے علاوہ تمام تر آلات سطحی علم کا سبب تو ہو سکتے ہیں لیکن کسی شرعی مسئلہ کو بیان کرنے کے لیے معتبر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اس دور کے علماء کو اس مسئلہ کی حساسیت کو سمجھنا چاہیے اور قرآن و سنت کا لحاظ کرنا چاہیے۔

مفتی اعظم پر مولانا احمد رضا خان کا نفوذ:

باقی مفتیان کرام کی طرح مفتی اعظم ہند نے بھی بہت سارے فتاویٰ جات میں مولانا احمد رضا خان کی پیروی کی ہے۔

مسجد کے اندر آذان کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے مسجد کے اندر آذان دینے کے بارے میں سوال کیا گیا تو مولانا احمد رضا خان اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اذان مسجد میں مکروہ اور سنت کے خلاف ہے۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا مصطفیٰ رضا خان نے اس مسئلہ میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ وہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: جمعہ کی اذان ہو یا کوئی اور اذان مسجد کے اندر مکروہ و خلاف سنت ہے۔ اذان مسجد کے باہر ہی دینا سنت ہے[38]۔

مولانا مصطفیٰ رضا خان کا حدیث رسول ﷺ سے استدلال:

کان یوذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد ، وابی بکر وعمر[39]۔

جمعہ کے دن جب حضور ﷺ منبر پر تشریف رکھتے تو حضور ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی تھی یوں ہی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں اذان ہوا کرتی تھی۔

مولانا مصطفیٰ رضا خان کا کتب فقہ سے استدلال:

1- لا یؤذن فی المسجد[40] — مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔

2- یکرہ ان یؤذن فی المسجد[41] — مسجد میں اذان مکروہ ہے۔

3- یکراہ الا ذان فی داخله[42] — کیوں کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔

4- الا ذان خارج المسجد[43] — اذان مسجد کے باہر دی جائے۔

دہ دردہ کی پیمائش کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے دہ دردہ کی پیمائش کے بارے میں پوچھا گیا تو۔ مولانا احمد رضا خان اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہین کہ:

تحقیق یہ ہے کہ دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ چاہیے۔ پینتیس اعشاریہ 449 تو قطر پانچ گز ساڑھے دس گرہ۔ بلکہ دس گرہ ایک انگل یعنی 284اعشاریہ۔11 ہاتھ

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا مصطفیٰ خان نے اس مسئلہ میں یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

> معلوم ہوا کہ پونے چھتیس نہیں ساڑھے پینتیس ہاتھ کے قریب بھی دور ہوتا تو بھی دہ در دہ ہوتا۔ چوہا یا کوئی جانور اس مین گر کر مرے۔ اور پھولے پھٹے یا کوئی نجاست گرے پانی اس وقت تک نا قابل استعمال نہ ہوگا۔ جب تک اس نجاست کا اثر، رنگ یو بو یا مزہ اس میں ظاہر نہ ہو[44]۔

بھائی کی نواسی سے نکاح کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے بھائی کی نواسی سے نکاح کے بارے میں مسئلہ پوچھا گیا۔ مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

> فی الواقع نکاح مذکور باطل اور حرام محض است و برآنکس از دختر دختر برادر خودش۔ فوراً فوراً جدا شدن فرض ست۔ تزویج ایہناں جہل و تنقید او ظلم شدید[45]　در حقیقت نکاح مذکور باطل اور حرام محض ہے اور اس شخص پر فرض ہے کہ اپنے بھائی کی نواسی سے فوراً جدا ہو جائے ان لوگوں کا یہ نکاح کرنا جہالت اور مفتیوں کا اس کو نافذ کرنا شدید ظلم ہے۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا مصطفیٰ رضا خان نے اس مسئلہ میں یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: بھائی کی نواسی سے نکاح کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ اپنی بیٹی سے نکاح کرنا۔ اس نکاح کے جواز کی نسبت امام شافعیؒ یا کسی اور امام کی طرف کرنا خطائے محض ہے اور جنہوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا وہ عالم نہیں بلکہ ہزار درجہ جاہلوں سے بھی بدتر ہے۔ جنہوں نے بھی یہ ملون فتویٰ نافذ کیا انہوں نے اللہ تعالی کے حرام کو حلال کیا ہے۔ اسی طرح وہ حضرات جنہوں نے اس فتویٰ کی تصدیق کی انہوں نے حرام کی تصدیق کی جنہوں نے فتویٰ دیا اور جنہوں نے تصدیق کی دونوں ملعون ہیں۔ فتویٰ دینے والوں پر توبہ فرض ہے ورنہ مسلمان ان سے بائیکاٹ کریں اور آئندہ ان سے فتویٰ طلب کرنا حرام ہے[46]

مولانا مصطفیٰ رضا خان نے اس مسئلہ میں احادیث رسول ﷺ سے استدلال کیا:

قال النبی ﷺ : اتخذ الناس رؤسا جهالاً ، فاسئلو ا فا فتئوا بغير علم فضلوا واضلوا [47]۔

سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ جاہلوں کو رہنما بنائیں گے۔اور جب ان سے سوال کیا جائے گا تو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔خود بھی گمراہ ہوں گے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

مالک نصاب ہونے کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے زکوۃ کے فرض ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خان نے اس سوال کا جواب تفصیل کے ساتھ دیا۔ جس کو مولانا مصطفیٰ رضا خان نے تفصیل کے ساتھ نقل کیا اور لکھتے ہیں کہ :

فتاویٰ رضویہ میں ہے۔جو شخص مالک نصاب ہے اس پر ابھی تک سال نہ گزرا ہو کہ سال کے اندر ہی کچھ اور مال اسی رضاب کی جنسی سے بذریعہ ہبہ یا میراث یا بشر اباء وصیت یا کسی طرح اس کی ملک میں آیا تو وہ مال بھی اصل نصاب میں شامل کر کہ اصل پر سال گزرنا اس سب سال گزرنا قرار پائے گا یہاں سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں۔ان کی کوئی چیز ہو اور مال تجارت بھی انہیں کے جنس سے گنا جائے گا اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اس پر زکوۃ یوں ہی آتی ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انہیں کے نصاب سے دیکھی جاتی ہے۔تو یہ سب مال، زر و سیم کی ہی جنس سے ہیں اور وسط حال میں حاصل ہوئے تو ذہب و فضہ کے ساتھ شامل کر لیے جائیں گے۔ بشرطیکہ اس ملانے سے کسی مال پر سال میں دوبارہ زکوۃ لازم نہ آئے۔ پھر ملانے کے بعد عفو وایجاب کے وہی احکام ہیں جو ما قبل میں گزرے۔ مثلاً: ایک شخص یکم محرم 7ھ کو 30 تولہ سونے کا مالک ہوا۔ اور اس کے سوا سونے اور چاندی کی جنس سے اور کوئی چیز اس کی ملک نہیں تو اس پر نوماشہ سونا زکوۃ میں فرض ہے کہ سلخ ذی الحجہ 7ھ کو واجب الادا ہو گا ہنوز سال تمام نہ ہوا کہ مثلاً یکم رجب کو ایک تولہ اور یکم ذوالحج کو دو تولہ سونا اسے اور ملا کہ اب کل 33 تولہ سونا ہو گیا۔ تو سلخ ذی الحجہ کو اس مجموعہ کی زکوۃ 9 ماشہ ساڑھے سات سرخ سونا واجب الادا ہو گا۔ گویا اس سب پر سال گزر گیا اگرچہ واقع میں اس ایک تولہ کو چھ مہینے اور

اس دو تولہ کو ایک مہینہ ہی گزرا ہے اور اگر اس تولہ بھر کے بعد اور نہ ملا کہ سال تمام پر صرف 31 تولہ تھا تو وہ ہی 9 ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بعد خمس پورا ہونے تک زیادت معاف ہے۔ اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ ملا مگر مثلاً 2 ذی الحجہ کو اس نے اپنی زمین یا غلہ یا اثاث ابیت کے عوض اس قدر مال تجارت خریدا جس کی قیمت تین تولہ سونا تک پہنچتی تو اگر چہ اسے ملک میں 10 ہی دن گزرے مگر مجموع 33 تولہ کی زکوۃ واجب ہوگی۔ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریوں، اور ایک دراہم کی تھی۔اس نے دراہم کی زکوۃ ادا کردی اور ان کے عوض اور بکریاں لیں ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے گا اگلی بکریوں سے ختم نہ کریں گے۔کہ آخر یہ اس روپیہ کے بدل ہیں۔جس کی ذکوۃ اس سال کی بابت ادا ہو چکی ہے اب اگر انہیں نصاب شاۃ میں ملاتے ہیں ایک مال ہر ایک سال میں دوبارہ زکوۃ لازم آجاتی ہے اور یہ جائز نہیں [48]۔

چلتی ریل میں نماز کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے چلتی ریل میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا۔کہ ریل میں نماز ہو گی یا نہیں؟ مولانا احمد رضا خان اس مسئلے کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: ٹھہری ہوئی ریل میں سب نمازیں جائز ہیں اور چلتی ہوئی ریل میں سنت صبح کے سوا سب سنت و نفل جائز ہیں مگر فرض و وتر اور صبح کی سنتیں نہیں ہو سکتیں اہتمام کرے کہ ٹھہری ریل پر پڑھے اور دیکھے کہ وقت جاتا ہے پڑھ لے اور جب ٹھہرے پھر پڑھے [49]۔ایک اور جگہ اسی کے متعلق لکھتے ہیں کہ: فرض اور واجب جیسے وتر و نذر اور ملحق بہ یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہو سکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے پڑھ لے پھر ٹھہرنے کا اعادہ کرے [50]۔

مولانا احمد رضا خان سے اختلاف کرتے ہوئے مولانا نور اللہ نعیمی صاحب نے اس مسئلہ کو اپنی تحقیق کے مطابق لکھا ہے۔چناچہ لکھتے ہیں کہ:

چلتی ریل چلتی کشتی کی طرح ہے کہ دونوں کسی جانور کے کھینچنے سے نہیں بلکہ ہوا و بھاپ کے ذریعے چلتی ہیں۔کشتی پانی کے اوپر چلتی ہے۔زمین یا کسی ایسی ٹھوس چیز پر نہیں چلتی جس پر بلاواسطہ سجدہ یا قیام ہو سکے مگر پھر بھی اس میں فرض نماز بھی جائز ہے۔جاری کشتی میں نماز کے جواز کی تعلیل فقہائے کرام نے یہ فرمائی ہے کہ کشتی کا چلنا اس کے سوار کی طرف منسوب

نہیں تو نماز کے منافی بھی نہیں بخلاف جانور کے کہ اس کا چلنا حکماً سوار کا چلنا ہے۔ فقہائے کرام نے صاف صاف فرمایا کہ کشتی سوار کے لیے بمنزلہ زمین اور کمرے کی طرح ہے اس کا چلنا مکان اور سوار کے تبدیل کا موجب نہیں تو چلتی ریل سوار کے لیے بمنزلہ زمیں اور کمرے کی طرح ہو گی بلکہ ریل میں تو پانی جیسا کوئی حائل بھی نہیں جس پر براہ راست قیام و سجدہ وغیرہ نہ ہو سکے بلکہ ایسی ٹھوس پٹڑی پر چلتی ہے جو تسفل جہہ کی وجہ سے متصور ہی نہیں ہو سکتی۔

بلکہ فقہائے کرام نے بالتنصیص ایسی گاڑی پر جس کا کوئی حصہ جانور پر نہ ہو نماز فرائض کے جواز کی تشریح فرمادی۔ بفضلہ وکرمہ تعالیٰ ماہِ نیم ماہ اور مہرِ نیم روز کی طرح واضح ہوا کہ ریل رواں میں فرض جائز ہیں۔ اور شرط اتحاد المکان کے قطعاً منافی نہیں۔ قبلہ رو شروع کرے اور اگر ریل سمت قبلہ سے بدل آئے تو قبلہ کی طرف پھر جائے کہ گاڑی و کشتی میں یوں پھرا جا سکتا ہے۔ اور چلتی گاڑی میں جواز نماز کی تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر مسافر کو اترنے میں جان کا یا بیمار ہونے یا بیماری بڑھنے کا یا درندہ یا دشمن کا خطرہ ہو یا اتنا کمزور ہے کہ بغیر امداد کے اتر نہیں سکتا یا سوار نہیں ہو سکتا یا سخت بوڑھا یا مریض ہے یا سامان چوری ہونے کا یا گاڑی چلنے کا خطرہ ہو تو ایسی صورتوں میں ایسی چلتی گاڑی پر نماز جائز ہے جو جانور کے کندھے پر ہو یا خود ہی نمازی ہی جانور پر ہو۔ جب جانور یا اس کی اٹھائی ہوئی چلتی گاڑی پر جائز ہوئی تو ریل پر تو بدرجہ اولیٰ جائز ہو گی۔

مولانا نور اللہ نعیمی اور مولانا احمد رضا کے فتاویٰ میں مماثلت و مخالفت

لاؤڈ سپیکر پر نماز کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ: گنبد کی آواز بعینہٖ آواز متکلم ہے یا متکلم کی آواز کے علاوہ کوئی دوسری آواز ہے؟ مولانا احمد رضا خان نے اس مسئلہ کے بارے میں جواب دیتے ہوئے لکھا کہ: گنبد کے اندر یا پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے پاس اور کبھی صحرا میں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر سنائی دیتی ہے جسے ''صدا'' کہتے ہیں۔ بہر حال کچھ سہی اتنا یقینی ہے کہ آواز کی آواز متکلم ہے۔

مولانا نور اللہ نعیمی مولانا احمد رضا خان کے قول کو نقل کرتے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: مولانا احمد رضا خان کا ''صدا'' کے متعلق ''خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے'' فرمانا کتنی روشن اور صاف تصریح ہے کہ صدا

صوت اول ہی ہے۔اور جب ان حضرات کہ نزدیک لاؤڈ سپیکر سے سنی گئی آواز صدا ہے تو بحکم مولانا احمد رضا خان صوتِ امام کے مغائر نہ ہوئی بلکہ متحد ہی رہی تو نماز کیوں نہ ہوئی[51]۔

انگریزی دوائیوں کے استعمال کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے حقہ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ حقہ جائز ہے یا نہیں؟ مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

> اس مسئلہ میں سوائے حکم اباحت کے کوئی راہ نہیں خصوصاً ایسی حالت میں عجماوعرباوشرقاوغرباعام مؤمنین بلاد وبقاع تمام دنیا کواس سے ابتلاء ہے تو عدم جواز کا حکم دیناعام امت مرحومہ کو (معاذاللہ) فاسق بنانا ہے۔جسے ملت حنفیہ ہرگز گوارہ نہیں کرسکتی۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا نور اللہ نعیمی نے انگریزی دوائیوں کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں لکھا کہ:

> اس میں شک نہیں کہ انگریزی ادوا کا استعمال شرقاغرباعرباعجماً عام ہو چکا ہے اور یہ بھی متیقن و متعین کہ تمام دواؤں میں عموماً شراب کی ملاوٹ نہیں ہوتی بلکہ صرف تر اور سیال دواؤں میں سے بعض میں ہوتی ہے۔اور وہ بھی یقین نہیں کہ انگوری ہوتی ہے۔تو ان حالات میں غیر مسکر دواؤں کا استعمال جائز و حلال ہونا چاہیے۔کہ ایک دوائی کہ متعلق شراب کی آمیزش یقینی نہیں۔اور اشیاء میں اصل اباحت ہے[52]۔

مولانا نور اللہ نعیمی صاحب کا اس مسئلہ میں قرآن مجید سے استدلال:

1- يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [53] اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور مشکل کا ارادہ نہیں کرتا۔

2- وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ [54] اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔

مولانا نور اللہ نعیمی صاحب کا کتب فقہ سے استدلال:

1- ليس زماننا زمان الشبهات فعلى المسلم ان يتقى الحرام المعاين[55]

2- قال محمد و به ناخذ ما لم نعرف شيئا حراما بعينه[56]

فتاوی یورپ پر فتاویٰ رضویہ کے اثرات

انجکشن کے ذریعے خون نکلوانے کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال ہوا۔ مولانا احمد رضا خان اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> سبیلین کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ سے خروج نجاست اسی وقت ناقض وضو ہو گا۔ جبکہ وہ بدن کے ظاہری حصہ پر بہہ جانے کی صلاحیت رکھے۔ اگر یہ بہاؤ اور خروج بالقوہ ہے۔ آنکھ کے علاوہ جسم کا کوئی ظاہری و محسوس حصہ اس حکم سے باہر نہیں۔ ہاں آنکھ کی کٹوری شرعاً اور اصلا ظاہر بدن میں شامل نہیں۔

مولانا عبدالواحد قادری صاحب مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے اس مسئلہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> صرف ہاتھ اور انگلیوں ہی سے بہنے کی مقدار میں خون کا نکلنا ناقص وضو نہیں۔ بلکہ جسم کے جس حصہ سے بھی اس مقدار میں خون، پیپ، کچ پیپ وغیرہ نکلے یا نکالا جائے سب کا سب ناقص وضو ہے ۔اس صورت میں (کہ انجکشن کے ذریعے خون نکالنا) روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن وضو ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ انجکشن کے ذریعے خون نکالنا نجس اور ناقص وضو ہے۔اسی طرح سوئی کی نوک چبھا کر جو خون شیشی میں جمع کیا ہے اگر وہ اس قدر ہے کہ کہ بہہ سکے تو اس سے بھی وضو جاتا رہے گا[57]۔

بیمہ کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے بیمہ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

> اگر اس کے لیے کسی ناجائز شرط کو پورا کرنا لازم نہ ہو اور نہ مال کا ضائع ہونا لازم آئے تو زندگی کا بیمہ کروانا جائز و درست ہے۔

مولانا عبدالواحد صاحب مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: مال دم کے ماتحت ہوتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا مال معصوم ہے۔ کیونکہ اس کا دم معصوم ہے اور یہاں کے بینکوں اور غیر مسلموں کا

مال مال مباح ہے کیونکہ ان سب کا دم دم معصوم نہیں اور اصول یہ ہے کے مال مباح و معصوم کے لین دین میں جو کمی و بیشی ہو وہ عندالشرح سود نہیں بلکہ مباح ہے [58]۔

مولانا عبدالواجد صاحب کا حدیث رسول ﷺ سے استدلال:

لا ربو بين المسلم والحربی فی دارالحرب [59]۔

اگر مال مباح کے بدلے مال معصوم زیادہ دینا پڑے تو عندالتحقیق والاحتیاط اس سے بچنا چاہیے۔

الکحل ملی پرفیوم کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان اسی کے متعلق ایک سوال کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خان اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

اسپرٹ شراب کا جوہر ہے اور خمر و شراب ہے بلکہ وہ خبیث ترین شراب ہے۔ لہذا یہ قطعاً حرام اور نجس ہے لہذا جس چیز میں اسکی ملاوٹ ہوگی وہ ناپاک و نجس ہوگی۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا عبدالواجد صاحب اسی طرح کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: الکحل اسپرٹ کا جوہر ہے اور سپرٹ عرق خمر ہے۔ یہ خبیث ترین خمر و شراب ہے۔ لہذٰ نجس و حرام ہے [60]۔

مولانا عبدالواجد صاحب کا قرآن کی آیت سے استدلال:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَؕ۔ [61]

نہ کہو جو تمہاری زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ جھوٹ باندھو۔

فتاویٰ فیض الرسول پر فتاویٰ رضویہ کے اثرات:

سر کے مسح کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان نے سر کے مسح کا بہتر طریقہ بتاتے ہوئے لکھا کہ:

دونوں ہاتھ تر کر کے انگوٹھی اور کلمے کی انگلی کے سوا دونوں کی تینوں انگلیوں کے سرے آپس میں ملا کر پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گدی تک مسح کرتے ہوئے اسطرح لیے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا ہوا آگے تک واپس لائے۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا جلال الدین صاحب نے بھی مسح کا یہی طریقہ لکھا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور مستحب طریقہ لکھا۔ لکھتے ہیں کہ: دوسرا مستحب طریقہ یہ ہے کہ سب انگلیاں سر کے حصہ پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر اور ہاتھ جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے

مولانا احمد رضا خان نے لکھا کہ: سر کے مسح میں ادائے سنت کو یہ طریقہ بھی کافی ہے۔

مولانا جلال الدین صاحب کا کتب فقہ سے استدلال:

1- یضع کفیه واصابعه علی مقدم راسه ویمدها الیٰ قفاه علیٰ وجه یستوعب جمیع الراس [62]
(فتاویٰ قاضی خان)

2- (عالمگیری)

3- (ردالمحتار)

4- (بحرالرائق)

سجدہ میں زمین پر انگلیوں کو لگانا:

اگر کوئی شخص حالت سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں میں سے کم سے کم تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر نہ لگائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟اور خود اس کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

مولانا احمد رضا خان تحریر کرتے ہیں کہ سجدہ میں ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے [63]۔اس مسئلہ میں مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں کہ سجدہ میں ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا واجب ہے [64]۔ لہذا جو شخص حالت سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں میں سے کم سے کم تین انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگائے اُس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور خود اس کی نماز بھی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

نماز میں قمیص کے بٹن کا کھلا رہنا:

اگر کوئی شخص قمیص یا کرتے کے بٹن خصوصاً سب سے اوپر والا حالت نماز میں کھلا رکھے۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟اور خود اس کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ قمیص یا کرتے کے اتنے بٹن لگا لیے کہ سینہ ڈھک گیا اور اوپر کا بٹن نہ لگانے کے سبب گلے کے پاس کا خفیف حصہ کھلا رہا تو حرج نہیں[65]۔اس مسئلہ میں مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں اگر سینہ کھلا رہا تو مکروہ اور ظاہر کراہت تحریم[66]۔اور اس صورت میں امام و مقتدی اور منفرد سب پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔لان کل صلاۃ ادیت ما کراہۃ التحریم تجب اعادتھا[67]

قمیص یا کرتے کی آستین بٹن کھلا ہو:

اگر کوئی ایسا شخص جس کی قمیص یا کرتے کی آستین بٹن والی ہو اور حالت نماز میں اس کا بٹن بند نہ کرے۔تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟اور خود اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

مولانا احمد رضا خان اس کا جواب تحریر کرتے ہیں کہ جس کی قمیص کی آستین بٹن والی ہو اور بٹن نا لگائے تو نماز مکروہ ہو گی اور ظاہر کراہت تنزیہی ہے۔اگر آستینوں میں ہاتھ ڈالے اور بند نا باندھے تو خلاف معتاد ضرور ہے۔[68]ہاں امام جعفر ہندوانی نے اس صورت کو مشابہ سدل ٹھہرا کر کہا کہ برا کیا۔

کیونکہ اس مسئلہ میں احتیاط کا پہلو غالب ہے اس لیے شریعت نے بٹن بند کرنے کا کہا ہے۔اللہ تعالیٰ بارگاہ میں حاضری اس انداز سے ہونی چاہیے کہ دیکھنے والا شخص بھی یہ کہہ سکے ایک مملوک اپنے مالک کی بارگاہ میں کتنے ادب و احترام سے کھڑا ہے۔شریعت نے عبادت کا مطالبہ بھی کیا ہے اور ساتھ اس کے آداب بھی ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم بھی دیا ہے۔جب لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے تو انسان ہر ایک چیز کا خیال رکھتا ہے تاکہ سامنے والے شخص پر میری شخصیت کا اچھا اثر پڑے جب دنیاوی معاملات میں انسان اتنا خیال رکھتا ہے جو سب بڑی اپنے مالک کی بارگاہ میں حاضری ہے اس میں تو بدرجہ اتم ادب ملحوظ ہونا چاہیے۔

نماز قصر کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے نماز قصر کے بارے میں ایک سوال کیا گیا۔مولانا احمد رضا خان اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ :

ایسی جگہ جو نہ اسکی جائے پیدائش ہو اور نہ وہاں اس نے شادی کی اور نہ اسے اپنا وطن بنایا۔ یعنی یہ عزم نہیں کیا کہ اب یہیں رہوں گا۔ اور یہاں کی سکونت نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ وہاں کا قیام صرف عارضی بر بنائے تعلق تجارت یا نوکری ہے تو وہ جگہ وطن اصلی نہ ہوئی اگرچہ وہاں بضرورت معلومہ قیام زیادہ۔ بہر حال یہ قیام ایک خاص وجہ سے ہے۔ نہ کہ مستقل و مستقر۔ تو جب وہاں سفر سے آئے گا۔ جب تک پندرہ دن کی نیت نہ کرے گا قصری پڑھے گا۔ کہ وطن اقامت سفر کرنے سے باطل ہو جاتا ہے[69]۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا جلال الدین اس مسئلے میں یہی موقف اختیار کرتے ہوئے۔ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: جبکہ اس مقام کو (جس کا سوال میں ذکر ہے) اپنا وطن نہ بنالیا ہو یعنی یہ عزم نہ کر لیا ہو کہ اب یہیں رہوں گا۔ یہاں کی سکونت نہ چھوڑوں گا بلکہ وہاں کا رہنا صرف عارضی ہو۔ ملازمت کے لیے تو وہ جگہ آپ کیلئے وطن اصلی نہ ہوئی اگرچہ وہاں کا رہنا اہل و عیال کے ساتھ ہو[70]۔

افیون کی تجارت کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے حرام آمدنی سے لائی ہوئی شیرینی کے بارے میں سوال کیا گیا۔ جس کے جواب میں مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ:

> اگر شیرینی اپنے مال حرام سے ہی خریدی اور خریدنے میں حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دینا اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتیٰ بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہو گی۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا جلال الدین صاحب اس مسئلہ میں اس فتویٰ کو دلیل بناتے ہوئے افیون کی تجارت کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

> افیون کا استعمال دواءً جائز ہے اور جس چیز کا استعمال دواءً جائز ہو اس کی تجارت گناہ نہیں لہذا افیون کی تجارت شرع کے نزدیک گناہ نہیں[71]۔

مولانا جلال الدین صاحب کہتے ہیں:

> جس کی حرام آمدنی زیادہ ہو اور حلال کم اس کے یہاں کھانا پینا جائز نہیں اور جس کی جائز آمدنی زیادہ ہو اور حرام کم اس کے یہاں کھانے پینے میں حرج نہیں[72]۔

بچوں کو مسجد میں پڑھانے کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے بچوں کو مسجد میں لے کر جانے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خان جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: مسجد میں نا سمجھ بچوں کو لے کر جانا منع ہے۔ خصوصاً اگر پڑھانے والا اجرت لے کر پڑھاتا ہو۔ تو اور بھی زیادہ ناجائز کہ اب کار دنیا ہو گیا۔ اور دنیا کی بات کے لیے مسجد میں جانا حرام ہے نہ کے طویل کار کیلئے[73]۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا جلال الدین صاحب یہی مؤقف اختیار کرتے ہوئے اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> اگر بچے نا سمجھ ہیں تو ان کو مسجد میں پڑھانا منع ہے کہ ان کو مسجد میں لے جانے کی اجازت ہی نہیں ۔لیکن اگر مدرس تنخواہ لیکر مسجد میں پڑھاتا ہو تو بہر صورت ناجائز ہے۔ خواہ بچے نا سمجھ ہوں یا بڑی عمر والے سمجھدار، اس لیے کہ تنخواہ لیکر پڑھانا دنیاوی کام ہے[74]۔

مولانا جلال الدین صاحب کا فقہ کی کتب سے استدلال:

> تکره الضاعة فيه من خياطة وكتابة باجروتعليم صبيان باجر لا بغيره[75]۔

بینک سے فائدہ لینے کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے بینک سے نفع لینے کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے جواب میں مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ:

> اگر بینک مسلمانوں کا ہے یا مسلمانوں و کافر کا مشترک ہے تو اس بینک کا نفع بیشک سود ہے۔ اور اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے۔ اور فقیر کو دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر ہے[76]۔

مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے مولانا جلال الدین صاحب اس مسئلہ میں یہی مؤقف اختیار کرتے ہوئے اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

> اگر بینک یہاں کے کافروں کا ہے تو اس کا نفع جائز و حلال اس لیے کہ یہاں کے کافر حربی ہیں[77]۔
>
> ان هم الاحربى وما يعقلها الا العالمون[78]۔

مولانا جلال الدین صاحب کا اس مسئلہ میں حدیث رسول ﷺ سے استدلال:

> لا ربوٰا بين المسلم و الحربى [79]۔

عورت کو خلیفہ بنانیکا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے عورت کو خلیفہ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا جس کے جواب میں مولانا احمد رضا خان نے مفصل جواب لکھا۔ مولانا جلال الدین صاحب نے اس مسئلہ میں یہی مؤقف اختیار کرتے ہوئے اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں اسی فتویٰ کو نقل کیا۔ مولانا احمد رضا خان نے میزان الشریعہ کے حوالے سے یہ عبارت نقل کی ہے۔

قد اجمع اهل الكشف علىٰ اشتراط الذكورة فى كل داع الى الله ولم يبلغنا ان احدا من النساء السلف الصالح تصورت لتربية المريدين ابدا۔ لنقص النساء فى الد رجة الىٰ آخره۔[80]

مماثلت مسائل کے تناظر میں

مسافر امام کے پیچھے مقیم کی نماز کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے مسافر امام کے پیچھے مقیم کی نماز کے طریقے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خان نے اس کا جو جواب دیا اسی جواب کے متعلق مولانا بدر الدین صاحب سے سوال کیا گیا۔ یہ جواب مولانا احمد رضا خان نے علامہ شامی کی عبارت سے نقل کیا۔ اور علامہ شامی یہاں سہو ہوا ہے۔ لٰہذا یہ جواب قابل اعتبار نہیں۔ مولانا بدر الدین صدیقی نے مولانا احمد رضا خان کا دفاع کرتے ہوئے ان کے فتویٰ کو نقل کیا۔

چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

> بڑی حیرت کی بات ہے کہ جس سوال کا جواب مظہر امام ابو حنیفہ مولانا احمد رضا خان نے فتاویٰ رضویہ۔ ج،3۔ ص،395اور398پر خوب تفصیل و توضیح کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ ایسے سوال کا جواب ''بدر الدین'' سے طلب کر رہا ہے۔ مولانا احمد رضا خان کے سامنے بدر الدین کی حیثیت کیا ہے؟

مولانا احمد رضا خان اس مسئلہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> امام مسافر کے سلام کے بعد مقیم کھڑا ہو۔ ایک رکعت پڑھ کر اسے قعدہ کرنا چاہیے۔ اگرچہ اصل میں تیسری رکعت ہے مگر اس مقیم مسبوق کی ادا میں دوسری ہے۔ تو اس پر ایک شفعہ تمام ہو گا۔ اور

ہر شفعہ پر قعدہ تمام چاہیے۔امام منفرد، مقتدی، مدرک، لاحق اور مسبوق اس قدر حکم میں سب شریک ہیں۔ غور کیجئے۔ کہ مولانا احمد رضا خان کا صاف صاف فتویٰ ہے۔ کہ اس مسئلہ میں مقتدی لاحق اپنی دوسری رکعت میں بیٹھے اور التحیات پڑھے اور مولانا احمد رضا خان کے مقابلہ میں زید صاحب فرماتے ہیں کہ "نہ بیٹھے"۔اور پھر زید صاحب کا ذاتی قول پیش کیا گیا۔ان کے قول میں کسی فقیہ کا حوالہ نہیں دیا گیا۔اور مولانا احمد رضا خان نے اپنے فتویٰ کی تائید میں در مختار، خلاصہ،ہندیہ ،شرح، مجمع،غنیہ اور ردالمحتار کی عبارت پیش کی ہے [81]۔

حرمت مصاہرت کا مسئلہ:

مولانا احمد رضا خان سے حرمت مصاہرت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خان اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> اگر شوہر کو امر مذکور کا وقوع تسلیم نہیں تو عورت کے کہنے سے حرمت مصاہرت کا ثبوت نہیں ہو سکتا [82]۔

مولانا بدرالدین صاحب مولانا احمد رضا خان کی اتباع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> اگر شوہر مانتا ہے کہ میرے والد نے میری عورت کے ساتھ زنا کیا تو عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی۔شوہر پر فرض ہے کہ متارکہ کرے مثلاً کہہ دے میں نے تجھے چھوڑا بعد عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے [83]۔

خلاصہ تحریرات

مولانا احمد رضا خان نے جس طرح اپنے معاصرین کو اپنی قلمی خدمات سے ورطہ حیرت میں ڈالا اس طرح آپ نے مابعد فتاویٰ جات پر بہت زیادہ اثرات مرتب کیے۔ جن میں سے درج ذیل فتاویٰ جات آپ کے اثر و نفوذ پر دال ہیں۔ اس فصل کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1- فتاویٰ صدرالافضل پر فتاویٰ رضویہ کے اثرات کی چند مثالیں پیش کر دی گئی ہیں۔ مثلا: پیر کا مریدنی سے پردہ ہر حال میں ضروری ہے۔اور وتر الگ پڑھنا جبکہ فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

2- فتاویٰ حامدیہ کے فتاویٰ رضویہ سے قبول اثر پر چند شواہد پیش کر دیے گئے ہیں۔ مثلاً وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا ، دیہات میں جمعہ و عیدین کے پڑھنے کا حکم بیان کر دیا گیا ہے۔

3- فتاویٰ بریلی کا فتاویٰ رضویہ کی پیروی کرنے کے چند دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔ مثلاً صفوں کے بارے میں مسئلہ ، فاسق کی امامت کا مسئلہ اور مسجد میں غسل کرنے کا مسئلہ مولانا احمد رضا خان کے بیان کردہ حکم شرعی کی روشنی میں بیان کر دیا گیا ہے۔

4- فتاوی مفتی اعظم کا مولانا احمد رضا خان سے قبول اثر پر چند مقامات سے مسائل کو بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلا: مسجد کے اندر اذان کا مسئلہ ، دہ در دہ کی پیمائش کا مسئلہ ، بھائی کی نواسی سے نکاح کا مسئلہ جامع مانع انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔

5- فتاویٰ رضویہ اور نوریہ کے متفقات اور مختلفات کی چند صورتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ مثلا: لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا مسئلہ ، انگریزی دوائیوں کے استعمال کا مسئلہ تنقیدی تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔

6- فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ یورپ کے متفقات کو بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلا: انجکشن کے ذریعے خون نکلوانے کا مسئلہ ، بیمہ کا مسئلہ ، الکحل ملی پرفیوم کا مسئلہ۔

7- فتاویٰ فیض الرسول پر فتاویٰ رضویہ کے اثرات کی چند گواہیاں بیان کر دی گئی ہیں۔ مثلا: ض کو ظ پڑھنے کا مسئلہ ، نماز میں چین والی گھڑی کا مسئلہ ، داڑھی منڈے کی امامت کا مسئلہ ، نماز قصر کا مسئلہ۔

8- فتاویٰ رضویہ کا فتاویٰ بدر العلماء پر اثر و نفوذ کی کچھ مثالیں بیان کر دی گئی ہیں۔ مثلا: مسافر امام کے پیچھے مقیم کی نماز کا مسئلہ ، حرمت مصاہرت کا مسئلہ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات و حواشی (References)

[1] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب بیان شعب الایمان، رقم الحدیث: 152، دار احیاء التراث العربي، بیروت، (س،ن)

Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Baab Bayaan Shu‘ab al-Iman, Raqm al-Hadith 152, Dar Ihya al-Turath al-‘Arabi, Beirut, (s.n)

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث:6120دار الشعب، القاہرۃ، 1987ء

Bukhari, Muhammad bin Isma‘il, Al-Jami‘ al-Sahih li’l-Bukhari, Raqm al-Hadith: 6120, Dar al-Sha‘ab, al-Qahira, 1987

[3] یوسف مثالی، شرح ضرب کلیم، عشرت پبلیشنگ ہاؤس، لاہور، 1956ء، 213

Yusuf Misali, Sharh Zarb-e-Kaleem, Ishrat Publishing House, Lahore, 1956, 213

[4] مرادآبادی، نعیم الدین، فتاوی صدر الافاضل، شبیر برادرز اردو بازار لاہور، س-ن، 530

Muradabadi, Na‘im al-Din, Fatawa Sadr al-Afazil, Shabbir Brothers, Urdu Bazar Lahore, s-n, 530

[5] الاحزاب، 53/33

Al-Ahzab, 33/53

[6] ایضا

Ayzan

[7] ابن عدی، الکامل، الکتب العلمیۃ-بیروت-لبنان، الطبعۃ: الأولی، ١٤١٨ھ-١٩٩٧م، 2/15

Ibn ‘Adi, al-Kamil, al-Kutub al-‘Ilmiyyah – Beirut–Lebanon, al-Taba‘ah al-Ula, 1418H / 1997M, 15/2

[8] محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، رقم الحدیث:1173دار الغرب الِاسلامی، بیروت، 1998م

Muhammad bin ‘Isa, Sunan Tirmizi, Raqm al-Hadith: 1173 Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, 1998

[9] البخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح باب لایخلون رجل بامراۃ، رقم الحدیث:5232

al-Bukhari Abu ‘Abdullah Muhammad bin Isma‘il, al-Jami‘ al-Sahih, Kitab al-Nikah, Bab La Yakhluwana Rajul bi Imra’ah, Raqm al-Hadith: 5232

[10] شامی، محمد امین ابن عابدین، در مختار، دار الکتب العلمیۃ—بیروت، الطبعۃ: الأولی، ١٤٢٣ھ-٢٠٠٢م، 406/1

Shami, Muhammad Amin ibn ‘Abidin, Durr-e-Mukhtar, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah – Beirut, al-Taba‘ah al-Ula, 1423H / 2002M, 1/406

[11] ایضا، 530/9

Ayzan, 9/530

[12] نعیم الدین مرادآبادی، فتاویٰ صدر الاصل، 539

Na‘im al-Din Muradabadi, Fatawa Sadr al-Asl, 539

[13] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، س-ن، 338/13

Ahmad Raza Khan, Fatawa Razawiyyah, Raza Foundation, Lahore, s-n, 13/338

14 ایضا،467/7

Ayzan, 7/467

15 حامد رضا خان، فتاویٰ حامدیہ، مکتبہ اکبر بک سیلرز لاہور، س-ن،135

Hamid Raza Khan, Fatawa Hamidiyyah, Maktabah Akbar Book Sellers, Lahore, s-n, 135

16 ایضا

Ayzan

17 ایضا،135

Ayzan, 135

18 العلق،10/96

al-‘Alaq, 96/10

19 محمد حامد رضا خان، فتاویٰ حامدیہ،133

Muhammad Hamid Raza Khan, Fatawa Hamidiyyah, 133

20 ایضا،226

Ayzan, 226

21 محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، محمد یونس رضا اویسی، فتاویٰ بریلی شریف، مکتبہ اکبر بک سیلرز لاہور، س-ن،31سے35تک

Muhammad ‘Abd al-Rahim Nashtar Farooqi, Muhammad Yunus Razavi, Fatawa Bareilly Shareef, Maktabah Akbar Book Sellers, Lahore, s-n, 31–35

22 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ،425-426/3

Ahmad Raza Khan, Fatawa Razawiyyah, 3/425–426

23 محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، محمد یونس رضا اویسی، فتاویٰ بریلی شریف، فتاویٰ بریلی شریف-40

Muhammad ‘Abd al-Rahim Nashtar Farooqi, Muhammad Yunus Razavi, Fatawa Bareilly Shareef, Fatawa Bareilly Shareef–40

24 ایضا

Ayzan

25 مولانا محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، محمد یونس رضا اویسی، فتاویٰ بریلی۔54

Muhammad ‘Abd al-Rahim Nashtar Farooqi, Muhammad Yunus Razavi, Fatawa Bareilly Shareef, Fatawa Bareilly Shareef–54

26 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ،427/3

Ahmad Raza Khan, Fatawa Razawiyyah, 3/427

[27] مولانا محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، محمد یونس رضا اویسی، فتاویٰ بریلی،58

Muhammad ‘Abd al-Rahim Nashtar Farooqi, Muhammad Yunus Razavi, Fatawa Bareilly Shareef, Fatawa Bareilly Shareef–58

[28] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ،552/4

Ahmad Raza Khan, Fatawa Razawiyyah, 4/552

[29] محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، محمد یونس رضا اویسی، فتاویٰ بریلی،155

Muhammad ‘Abd al-Rahim Nashtar Farooqi, Muhammad Yunus Razavi, Fatawa Bareilly Shareef, Fatawa Bareilly Shareef–155

[30] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ،382/1

Ahmad Raza Khan, Fatawa Razawiyyah, 1/382

[31] اختر رضا خان، فتاویٰ تاج الشریعہ، شبیر برادرز اردو بازار لاہور، س-ن،154/1

Akhtar Raza Khan, Fatawa Taj al-Shari‘ah, Shabbir Brothers, Urdu Bazar Lahore, s-n, 1/154

[32] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ،639/1

Ahmad Raza Khan, Fatawa Razawiyyah,1/639

[33] محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، محمد یونس رضا اویسی، فتاویٰ بریلی،225

Muhammad ‘Abd al-Rahim Nashtar Farooqi, Muhammad Yunus Razavi, Fatawa Bareilly Shareef, Fatawa Bareilly Shareef–225

[34] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ،229/9

Ahmad Raza Khan, Fatawa Razawiyyah, 9/229

[35] ایضا،178/4

Ayzan,4/178

[36] محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، محمد یونس رضا اویسی، فتاویٰ بریلی،234

Muhammad ‘Abd al-Rahim Nashtar Farooqi, Muhammad Yunus Razavi, Fatawa Bareilly Shareef, Fatawa Bareilly Shareef–54

[37] ایضا،156

Ayzan,156

[38] محمد مصطفی رضا خاں قادری، فتاویٰ مفتی اعظم، مکتبہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور، س-ن،230/2

Muhammad Mustafa Raza Khan Qadri, Fatawa Mufti A‘zam, Maktabah Shabbir Brothers, Urdu Bazar Lahore, s-n, 2/230

[39] ابوداؤد سلیمان بن اشعث، ابوداؤد شریف تفرح أبواب الجمعة، باب النداء یوم الجمعة، المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت، س-ن

Abu Daud Sulayman bin Ash‘ath, Abu Daud Shareef, Tafrih Abwab al-Jumu‘ah, Bab al-Nida’ Yawm al-Jumu‘ah, al-Maktabah al-‘Asriyyah, Saida, Beirut, s-n

[40] محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری، فتاویٰ مفتی اعظم، 230/2

Muhammad Mustafa Raza Khan Qadri, Fatawa Mufti A‘zam, 2/230

[41] سید احمد الطحطاوی، طحطاوی علی المراقی، دار الکتب العلمیۃ بیروت—لبنان، الطبعۃ: الطبعۃ الأولی 1418ھ—1997 م، 197

Syed Ahmad al-Tahtawi, Tahtawi ‘ala al-Marāqi, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut–Lebanon, al-Tib‘ah al-Ula 1418H / 1997, p. 197

[42] محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني، فتح القدير، دار ابن كثير، دار الكلم الطيب- دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى- ١٤١٤ ھ- 29

Muhammad bin ‘Ali bin Muhammad bin ‘Abdullah al-Shawkani, Fath al-Qadir, Dar Ibn Kathir, Dar al-Kalim al-Tayyib – Dimashq, Beirut, al-Tib‘ah al-Ula 1414H, p. 29

[43] الحلبی، محمد ابراہیم بن محمد الحلبی، غنیۃ المستملی، دار السعادت، 1325ھ، 277

al-Halabi, Muhammad Ibrahim bin Muhammad al-Halabi, Ghaniyyat al-Mustamli, Dar al-Sa‘adat, 1325H, p. 277

[44] محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری، فتاویٰ مفتی اعظم، 2/، 212، 211

Muhammad Mustafa Raza Khan Qadri, Fatawa Mufti A‘zam, 2/211–212

[45] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 320/5

Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizwiyyah, 5/320

[46] محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری، فتاویٰ مفتی اعظم، 289/4

Muhammad Mustafa Raza Khan Qadri, Fatawa Mufti A‘zam, 4/289

[47] مسلم بن حجاج صحیح مسلم، کتاب العلم، رقم الحدیث، 6834

Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-‘Ilm, Raqm al-Hadith 6834

[48] محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری، فتاویٰ مفتی اعظم، 291-292/3

Muhammad Mustafa Raza Khan Qadri, Fatawa Mufti A‘zam, 2/211–212

[49] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 113/5

Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizwiyyah, 5/113

[50] ایضا، 136/6

Ayzan,6/136

51 محمد نور اللہ نعیمی، فتاویٰ نوریہ، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بھیر پور ضلع اوکاڑہ، س-ن، 472/1

Muhammad Noorullah Naeemi, Fatawa Nuriya, Dar al-‘Uloom Hanafiya Fareediya, Bhir Pur, District Okara, s-n, 1/472

52 ایضا، 571/3

Ayzan,3/571

53 البقرہ 185/2

Al-Baqarah 2/185

54 الحج 78/22

Al-Haj22/78

55 فخر الدین الحسن، فتاویٰ قاضی خان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2009ء، 779

Fakhr al-Din al-Hasan, Fatawa Qazi Khan, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut, 2009, p. 779

56 جمیعت علماء اورنگزیب، فتاویٰ عالمگیری، المطبعة الکبری الأمیریة ببولاق مصر (وصَوّر تھا دار الفکر بیروت وغیرھا)، 1410ھ، 105/4

Jami‘at al-‘Ulama Aurangzeb Alamgir, Fatawa ‘Alamgiri, al-Matba‘ah al-Kubra al-Amiriyyah bi-Bulaq Misr (wa sawwarat-ha Dar al-Fikr Beirut wa ghayriha), 1410H, 4/105

57 عبد الواجد قادری، فتاویٰ یورپ۔ مکتبہ اکبر بک سیلرز لاہور، س-ن، 101-102

Abd al-Wajid Qadri, Fatawa Europe, Maktaba Akbar Book Sellers, Lahore, s-n,101-102

58 ایضا، 347

Ayzan,347

59 ایضا

Ayzan

60 ایضا، 383

Ayzan,383

61 النحل: 116/16

Al-Nahal 16/116

62 جلال الدین احمد صاحب، فتاویٰ فیض الرسول، مکتبہ شبیر برادرز 40-بی، اردو بازار لاہور، س-ن، 161/1

Jalal al-Din Ahmad Sahib, Fatawa Faiz al-Rasul, Maktabah Shabbir Brothers 40-B, Urdu Bazar Lahore, s-n, 1/161

63 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 556/1

Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizwiyyah,1/556

64 امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، مکتبۃ المدینہ، کراچی، 2008ء، 279/3

Amjad ‘Ali A‘zami, Bahar-e-Shariat, Maktabat al-Madinah, Karachi, 2008, 3/279

65 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 447/3

Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizwiyyah,3/447

66 امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، 166/3

Amjad ‘Ali A‘zami, Bahar-e-Shariat, 3/166

67 جلال الدین احمد صاحب، فتاویٰ فیض الرسول، 273/1

Jalal al-Din Ahmad Sahib, Fatawa Faiz al-Rasul, 1/273

68 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 438/3

Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizwiyyah,3/438

69 ایضا، 670/3

Ayzan,3/670

70 جلال الدین احمد صاحب، فتاویٰ فیض الرسول، 399/1

Jalal al-Din Ahmad Sahib, Fatawa Faiz al-Rasul, 1/273

71 ایضا، 359/1

Ayzan1/359

72 جمعیت علماء اورنگزیب عالمگیر، فتاویٰ عالمگیری، 301/5

Jami‘at al-‘Ulama Aurangzeb Alamgir, Fatawa ‘Alamgiri,5/301

73 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ 446/6

Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizwiyyah,6/446

74 جلال الدین احمد، فتاویٰ فیض الرسول، 361/1

Jalal al-Din Ahmad Sahib, Fatawa Faiz al-Rasul, 1/361

75 ابن نجیم، شیخ زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ النظائر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت–لبنان، الطبعۃ: الاولی، ۱۴۱۹ھ–۱۹۹۹م

Ibn Najim, Shaykh Zayn al-Din bin Ibrahim, al-Ashbah wa al-Naza’ir, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut–Lebanon, al-Tib‘ah al-Ula, 1419H–1999

76 احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 106/7

Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizwiyyah,7/106

[77] جلال الدین، فتاویٰ فیض الرسول،405/4

Jalal al-Din Ahmad Sahib, Fatawa Faiz al-Rasul, 1/273

[78] ملاجیون، تفسیرات احمدیہ، مکتبۃ البشریٰ، کراچی،2012ء،300

Mullā Jiwan (Aḥmad ibn Abī Sa‘īd ibn ‘Abd Allāh). *al-Tafsīrāt al-Aḥmadīyah*. Maktabat al-Bushrá, Karachi,2012,300

[79] جلال الدین، فتاویٰ فیض الرسول،405/2

Jalal al-Din Ahmad Sahib, Fatawa Faiz al-Rasul, 2/405

[80] ایضا628/1

Ayzan

[81] بدرالدین احمد صدیقی، فتاویٰ بدر العلماء، مکتبہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور، س-ن-132-131

Badr al-Din Ahmad Siddiqi, Fatawa Badr al-‘Ulama, Maktabah Shabbir Brothers, Urdu Bazar Lahore, s-n, pp. 131–132

[82] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ-193/5

Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizwiyyah,5/193

[83] بدرالدین احمد صدیقی فتاویٰ بدر العلماء-192

Badr al-Din Ahmad Siddiqi, Fatawa Badr al-‘Ulama,192